Registered

L No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۳) | مطبوعہ ۳- جون ۱۹۰۴ء بروز جمعہ | جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

نامہ نگار روٹر بمقام ہکڈن سے لکھتا ہے کہ کاسک جنرل کردکی کے فوج پر حملہ کر رہے ہیں اسی وجہ سے جاپانیوں کی پیش قدمی پر کچھ شبہ کیا جاتا ہے۔ **روٹر کے نامہ نگار** یہہ بھی لکھتے ہیں کہ جاپانیوں نے لیولیشان پر تصرف کر لیا ہے اور چار توپیں بھی جاپانیوں کے ہاتھ آئی ہیں۔ **بروز پیر** مورخہ ۳۰ مئی ماہ گذشتہ کی شب کو حضور جناب لارڈ ایمپتھل و جنابہ لیڈی ایمپتھل صاحبہ نے سر اینڈ منڈ و لیڈی ایلس صاحبہ کے ہاں مہمانی کھائی۔ **خبر ہے کہ** اشنی۔چونی اور دودلی کیطرح گلٹ کی اکنی بھی گورنمنٹ چلانے چاہتی ہے۔ **روس کے** سرکاری خزانہ میں ایک ارب ۳۶ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ نقد موجود ہے اسپر بھی وہ ۴۸ کروڑ روپیہ اور قرض لینا چاہتا ہے۔ **امریکہ** میں زلزلہ آیا اور زمین ایک پہاڑ کو مسلم ہضم کر گئی اور پہاڑ کی جگہ ایک جھیل بن گئی ہے۔ **جبلپور** کے ایک سکول کے ریڈنگ روم میں معائنہ کیوقت مسٹر ملک کا مرشہ اخبار کیسری انسپکٹر مدارس حلقہ کی نظر پڑ گیا۔آپ نے ڈائرکٹر صاحب کو رپوٹ کر کے اسکی خریداری بند کرادی ہے۔ **کرنل** سوین لندن سے روانہ سومالی لینڈ ہوگئے ہیں وہ جنرل سر چارلس ایجرٹن کو سبکدوش کرینگے۔ **قسطنطنیہ** میں سلطانی خاندان میں ایک سازش ظاہر ہوئی ہے جسمیں کیمہ پاشا گرفتار کئے گئے ہیں۔ **لاہور** میں کمیٹی طاعون کی کوشش سے ابتک جو چندہ جمع کیا گیا وہ ۳۴۸۰ روپیہ ہے۔ **جاپان میں** کل ۱۲ ہزار گدا گر نظر آتے ہیں۔ زیادہ تر وہی لوگ ہیں جن کو زلزلہ میں ضرر پہنچا تن توانا آدمی وہاں بھیک مانگنا معیوب جانتے ہیں۔

میجر برڈ صاحب نے امیر کابل کے ہاتھ پر دو جراحی عمل کئے عنقریب شملہ کو واپس آئینگے۔ **آلو پیدا کرنیوالی** کمپنی نے ایک آلو سے دس ہزار پودے آلوؤں کے پیدا کر دیئے۔ **کالکا** میں طاعون پھوٹنے کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ **باوجود شملہ** کالکا ریلوے کے تانگہ کا سلسلہ آخر نومبر آیندہ تک جاری رکھا جاویگا۔

ملتان سکول کے ایک مڈل فیل نے پنجاب گورنمنٹ کو اپنے پرچہ دوبارہ دیکھنے کے لئے لکھا ہے۔ **سرکھیوا** فریدکوٹ دسوں گرد صاحبان کی اور حضور شاہ قیصر کی تصویریں بہم پہنچائینگے۔ **میانمیر** میں برقی پنکھے لگانے کے چار ٹھیکے پیش ہیں اور شملہ سے حکم کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ **پنجاب** اور بلوچستان کیطرح افغانستان میں بھی امسال بفضل خدا اچھی فصل ہوئی ہے اور گرانی کم ہو گئی ہے۔ **امیر کابل** جاپانیوں کی کامیابی پر بہت خوش ہیں اور بے شمار تعریفیں کی جا رہی ہیں۔ **شملہ** میونسپلٹی کو چنگی سے ایسی اچھی آمدنی ہوئی ہے کہ کمیٹی ایک ماہ کی تنخواہ عملہ کو انعام دیا چاہتی ہے۔ **لبلن** کے کمپوزیٹروں نے ۸ روز تک اخبارات بند رکھکر ہڑتال بند کی ہے اور کاروبار شروع کیا ہے۔ **اخبار ٹیمس** تخمینہ کرتا ہے کہ جنرل کروپٹکن کے پاس ایک لاکھ سپاہی اور دو سو چھپن توپیں ہیں جو سو میل کے ایک میدان جنگ کی مدافعت کر سکتی ہیں۔

جنرل منچروف لکھتے ہیں کہ جاپانیوں نے لیوچنگ پر پیش قدمی کی ہے بہت سی فوج جانب فنگ ہنگ چنگ چڑھ رہی ہے گھوڑے اور پیدل فوج تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ **قیصر جرمن** اپنے لڑکے کے لئے فکر میں ہیں کہ اُس کو مدبر کیونکر بنا دیں۔ان کا خیال ہے کہ زمانہ آیندہ میں جرمن میں بہت سی اندرونی پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ **راجہ صاحب فریدکوٹ** نے انڈین سرو سز سپیرس کی خدمات گورنمنٹ کے سپرد کرنا چاہیں مگر گورنمنٹ نے منظور نہیں فرمایا اس خیال سے کہ تبت پر فوجی چڑھائی نہیں ہے۔ **کوپرہل کالج** کے متعلق گورنمنٹ ہند کا خط چھپ گیا ہے اور اس میں کالج کے بند ہونے سے سخت مخالفت کی گئی ہے۔ **پٹیالہ** کے ایک علاقہ کے لوگوں نے ایک مندر تعمیر کروایا ہے تاکہ دیوی وبا طاعون کو دور رکھے۔ **گورنمنٹ** مدراس نے مدرسوں میں ایک نئی زنانہ جماعت کھولی ہے جس میں لڑکیوں کو استانی بنانے کی تعلیم دیجائیگی۔اس کام کے لئے معقول تنخواہوں پر استاد مقرر کئے گئے ہیں۔اس کارروائی سے گورنمنٹ مدراس کا یہہ منشا ہے کہ معلم عورتیں تیار ہو جائیں۔اور زنانہ تعلیم کے لئے مردوں کی ضرورت نہ رہے۔ **امریکہ** میں گاڑیوں پر ہسپتال کھولنے کی تجویز درپیش ہے بڑی گاڑیاں تیار ہونگی جنمیں بیمارداری کیلئے تیمارداری کا سامان ہوگا اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی ڈاکٹر معہ ادویہ کے مریض کو دیکھنے پہنچیں گے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

البدر کی غلطی

ہمارے ہمعصر البدر نے ۱۶ مئی سن رواں کے پرچے میں بعنوان طاعون کا فیصلہ اسلامی ہمدردی کے حق میں ہوگیا اندر جہاں انہوں نے طاعون زدہ ہندوؤں کے ساتھ اہل ہنود کی بے دردی اور پرہیز کا ذکر کیا ہے اسمیں مسیحیوں کو بھی خواہ مخواہ شامل کر لیا ہے۔ اس سے ایڈیٹر کی یہہ مراد ہے کہ مسیحی بھی ہندوؤں کی طرح اس مرض کے مریضوں سے سخت نفرت کرتے اور ہمدردی اور رحم کا برتاؤ نہیں کرتے ہندوؤں کی تو مثالیں درج فرمائی ہیں مگر مسیحیوں کی ایک بھی مثال نہیں دی اور بھلا وہ مثال دے بھی کسطرح سکتا ہے؟ مسیحیوں کی ہمدردی اور عمدہ سلوک نہ صرف اپنی ہی قوم کے ساتھ بلکہ ہر ایک مذہب کے عوام کے ساتھ تو پبلک پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اول تو مسیحیوں کے درمیان طاعون کی واردات نہایت ہی شاذ ہوئی ہیں۔ اور جہاں جہاں اکّا دکّا کیس ہو بھی گئے ہیں وہاں مسیحیوں نے مسیحی محبت کی قابل تعریف داد دی ہے۔ غیر اقوام میں بھی انہوں نے اپنی محبت اور ہمدردی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ لودیانہ میں پلیگ کے ایام میں پریڈ گراؤنڈ میں مریضان طاعون کے لئے جھونپڑیاں کس نے بنائی تھیں اور کون انکی خبرگیری کے لئے جایا کرتا تھا کیا مرزا صاحب جن کو طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے الہام ہوا تھا مگر نہیچے؟ (البدر ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۷ء میں ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۷ء کی گفتگو) یا اُن کے خوش اعتقادوں میں سے کوئی جنکو اُن کے الہام پر بھروسہ تھا؟ نہیں نہیں یہہ تو مسیحیوں ہی کا کام تھا۔ میموریل ہسپتال کے قریب ایک چھوٹی سی ہندو لڑکی کو اُس کے والدین پھینک گئے تھے اُسکی حفاظت اور علاج اور پرورش کس نے کی؟ کیا عیسائیوں نے نہیں کی تھی؟ خاص قصبہ مورنڈہ ضلع انبالہ تحصیل روپڑ میں اور اُس کے گردنواح میں جب جب پلیگ ہوتی رہی تو کیا مسیحیوں نے جو وہاں رہتے تھے طاعون زدوں کا علاج خود ان کے گھر جاکر یا انکو اپنے پاس بلاکر بلا کسی قسم کے ڈر اور پرہیز کے علاج اور خبرگیری نہ کی؟ وہاں بڑی مستعدی اور ہمدردی سے۔ مگر چونکہ البدر کو مسیحی مذہب اور قوم کے ساتھ دلی عناد اور دشمنی ہے اس لئے بلا سوچے سمجھے اور بلا تحقیق انکو بھی دیگر اقوام کے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مسیحیوں میں بے دردی اور بے رحمی کا اصول اور عمل از ابتدا تا ہنوز نہ تو کبھی پایا گیا ہے اور نہ آیندہ کو پایا جائیگا۔ اگر مسلمانوں نے اپنی ہی قوم کے مُردوں کو دفن کر دیا تو کونسا بڑا کام کیا؟ اگر انہوں نے کسی ہندو کی لاش کو دفن کرنے یا جلا دینے کی خواہش ظاہر کی تو کیا انہوں نے اپنے ہی مذہب کے برخلاف عمل کرنیکا قصد نہیں کیا جہاں ہنود کو کافر کہا ہے اور انکا مال لوٹ لینا حلال قرار دیا گیا ہے اور انکو قتل کر ڈالنا ثواب ٹھہرایا گیا ہے؟ اگر کسی مسلمان نے کسی ہندو کی میت کو دفن کرنے یا جلا دینے کی خواہش کی تو یہہ صرف مسیحیوں کا نمونہ ہے اور بس؟

تھیلس کا قول

یونان کے سب سے پہلے فلاسفر تھیلس سے کسی نے پوچھا کہ کونسی بات آسان ترین ہے اور کونسی مشکل ترین؟ اُس نے کہا کہ اپنے آپ کو جاننا نہایت ہی مشکل ہے اور دوسرے کے کام میں عیب نکالنا نہایت ہی آسان ہے۔ ہر ایک کا تجربہ اس بات کا شاہد ہے۔ یہہ دو راہیں ہیں ایک تو انسان کو دانا اور کامل بناتی ہے اور دوسری جاہل اور ناکامل۔ ایک سے انسان ہمیشہ خوشی اور آرام حاصل کر سکتا ہے دوسری سے دکھ اور رنج۔ اپنے آپ کو جاننا اپنی ہستی کے مخرج اور مقصد اور حالت کو جاننا ہے اور یہہ بڑا مشکل ہے مگر دوسرے کے کام میں عیب نکالنا اپنی ہستی کے مخرج اور مقصد اور حالت کو بھولجانا ہے اور یہہ بڑا آسان کام ہے۔ ایک پر انسان کی ہمیشہ کی بہبودی اور دوسرے پر اُسکی ہمیشہ کی بربادی کا انحصار ہے۔ پس ہمارا پہلا فرض ہے کہ اپنے آپ کو جانیں اور دیکھیں کہ ہم کہاں سے آئے ہیں؟ اس کے جواب میں خدا کی پہچان مخفی ہے۔ ہمارے یہاں آنیکا کیا مقصد ہے؟ اس کے جواب میں خدا کا جلال اور انسان کی خوشی مستتر ہے۔ ہماری موجودہ حالت کیا ہے؟ اس کے جواب میں انسان کی معصیت اور لاچاری نہاں ہے۔

فرانس میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو آب و ہوا کی عمدگی اور صحت بخش تاثیر کی وجہ سے تمام دنیا میں اول درجہ کا مقام ثابت ہوا ہے۔ اس میں صرف ۱۴۳ آدمیوں کی آبادی ہے۔ ان میں ۲۹ کی عمر ۹۰ سال سے زیادہ ہے۔ اور تین آدمی سو برس سے بھی زیادہ عمر کے ہیں۔ اس گاؤں میں کوئی قبرستان نہیں ہے کیونکہ چالیس سال کے عرصہ سے یعنی جب سے وہ آباد ہوا ہے قبر بنانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اور گاؤں کے بڈھے سے بڈھے آدمی نے کوئی جنازہ اٹھتا نہیں دیکھا۔



مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۸۰) سوال

آسمان اور زمین مل جائینگے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی۔ (متی ۲۴: ۳۵) ؛

(محقق) یہہ بات ہی جہالت اور حماقت پر دلالت کرتی ہے۔ بھلا آسمان ہلکر کہاں جائیگا جب آسمان نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے آنکھہ سے دکھائی ہی نہیں دیتا تو اُسکا ہلنا کون دیکھہ سکتا ہے اور اپنے مُونہہ میاں مٹھو بننا شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں ہے ؛

(رہبر) کیا یہہ سچ ہے کہ جو چیز دکھائی نہیں دیتی اُس کا ہلایا جانا ناممکن ہے؟ آسمان کا لطیف ہونے اور زمین کا کثیف ہونا اُن کے گداز ہونے اور بدل جانے کے برخلاف دلیل نہیں ہے اور عقلمندی اور علم کی بابت تو آپ کے نزدیک وہ ہے جسکو منوجی نے کُل موجودات (زمین و آسمان وغیرہ) کا پرلے بتلایا ہے۔ جیسا لکھا ہے کہ "جب تک برہماجی جاگتے رہتے ہیں تب تک یہہ جگت دیکھہ پڑتا ہے اور جب وہ شانت پُرش یعنے برہماجی سو جاتے ہیں تب پرلے ہو جاتے ہیں"..... "اسی طرح برہماجی جاگنے اور سونے سے تمام ساکن و متحرک کو بار بار جلاتے اور مارتے ہیں" (منو سمرتی۔ پہلا ادھیائے آیت ۵۲ و ۵۷) اور اُس ادھیائے کی آیت ۸۰ یوں ہے۔ "منونتر اور پیدائش اور فنا عالم بے انتہا ہیں برہماجی ربغیر محنت کے) بار بار کھیل کے لئے کیا کرتے ہیں"۔ اب دیانند صاحب یوں تو سمرتیوں کی پروا نہیں کرتے تھے لیکن منجملہ اور باتوں کے ایک یہہ ہے جسکو آپ نے اپنے اعتقاد میں داخل کرلیا ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھواں۔ سوال ۴۳ میں لکھتے ہیں کہ "پیدائش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدائش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں"۔ اب دیکھئے کہ آسمان اور زمین اور سب جیووں کا مل جلکر برہما میں یا فنا میں چلے جانا تو آپکو نظر آگیا اور ممکن بھی معلوم ہوا۔ گو یہہ صرف سُننے کی باتیں ہیں کیونکہ نہ منوجی نے اور نہ آپ نے کبھی کوئی پرلے دیکھی اور صرف دن رات کی تقدیم و تاخیر سے یہہ خیال بنا لیا ہے لیکن جب خداوند یسوع فرماتا ہے کہ یہہ آسمان اور زمین ٹل جائینگے اور نئے آسمان اور زمین ہونگے تو آپ پتہ اگلنے لگ گئے کہ یہہ جہالت اور حماقت کی بات ہے۔ مسیح کے قول سے پرلے والا خیال بے شک کئی طرح رد ہوتا ہے۔ اول اس بات سے کہ دنیا کا خالق کبھی سوتا نہیں ہے۔ دوسرے اس بات سے کہ عالم کو بنانا اور ہلاک کرنا کوئی لڑکوں کا سا کھیل نہیں ہے۔ لیکن جو کچھہ وہ کرتا ہے اپنی مرضی کی مصلحت سے کرتا ہے اور یہہ نہیں کہ یہہ کُل عالم اُس کے وجود میں سے کبھی بے اختیار نکل پڑتا ہے اور کبھی بے اختیار اُسمیں گھس جاتا ہے۔ تیسرے اس بات سے کہ خالق جب چاہے اس کُل عالم کو فنا کر سکتا ہے اور یا بدل سکتا ہے۔ لیکن اگر مادہ اور جیو خدا کی طرح ازلی ہیں تو خدا کا کچھہ زور و اختیار نہیں کہ انکو فنا کر سکے۔ یا اُن کی صورت کو بدل سکے جیسا ہم پہلے بھی اس بات کو واضح کر چکے ہیں۔ آٹھویں سملاس میں پنڈت جی نے جو مثال دریا کے کبھی بہنے اور کبھی خشک ہو جانیسے اس عالم کی پیدائش اور پرلے کی دلیل بنائی ہے وہ بالکل بناوٹی دلیل ہے دونوں باتوں میں کوئی نسبت یا لازمی نسبت ثابت نہیں ہے کہ چونکہ دریا کبھی بہتا اور کبھی سُوکھہ جاتا ہے تو اس سے ضرور پیدائش اور پرلے بھی منتج ہوتے ہیں۔ ایک بات لوگ ہمیشہ دیکھتے اور آزما سکتے ہیں مگر دوسری کا کسی کو نہ علم ہے نہ تجربہ صرف آپکا خیالی خیال ہے اور اس کو کون مان سکتا ہے۔ چوتھے اس بات سے بھی رد ہوتا ہے کہ پیدائش اور پرلے والا دائمی سلسلہ ہمکو ہمارے جنم اور کرم کے بارے میں بے اختیار ٹھہراتا ہے۔ اور سزا اور جزا۔ پاپ پُن کچھہ چیز نہیں ہیں۔ اسی لئیے یہہ کہنا کہ وید یوں کہتے ہیں اور انجیل دوں کہتی اور قرآن اور پُران بھی کچھہ لکھتے ہیں سب فضول ڈکاریں ہیں۔ کیونکہ جیو جو کچھہ کرتے ہیں پیدائش اور پرلے کے دائمی سلسلہ میں بے بس ہوکر کرتے ہیں جسکا کوئی حساب کتاب نہیں ہو سکتا۔ بس ہو چکی سبھا۔ سماجیں اُٹھائیے! ؛

بقیہ کلام

(کلام سے مراد)

سلسلے کے لحاظ سے لازم تھا کہ یہہ نمبر ہمارے مضامین کا ابتدائی اور بنیادی پتھر ہوتا جسپر دیگر مضامین جو پیشتر شائع ہو چکے تعمیر کئے جاتے پر ہم وقت پر قاصر رہے لہٰذا ناظرین کی خدمت میں اس وقت وہی گذارش کرتے ہیں جو ابتدا میں کرنی تھی امید ہے کہ معاف فرماکر اب بھی اس پر ضرور غور فرمائینگے ؛

۱۔ کلام کے معنے ؛

لفظ کلام ایک عربی مصدر کلم سے نکلا ہے۔ جس کے معنے زخم یا زخم کے لبوں کے ہیں۔ اور اس طور سے کلام زخم سے نکلی ہوئی چیز کا نام قرار پاتا ہے۔ اور چونکہ دہن بشرہ زخم کی شکل ہے۔ اس لئے جو کچھہ انسانی دہن سے یا لبوں سے باہر آتا ہو اُسے محاورے میں نسبتاً کلام کہا جاتا ہے ؛

۲۔ تعریف۔ کلام مصدق کی وہ تصدیقات ذہنی ہیں جو اُس کے مُنہہ سے یا لبوں سے باہر آتی ہیں ؛

اگر یہہ تصدیقات ذہنی انسان کے لبوں سے باہر آئیں تو انہیں کلام انسانی کہا جاتا ہی۔ اور اگر یہہ تصدیقات ذہنی خدا سے نکلیں تو انہیں کلام خدا کہا جاتا ہی۔ پس ہر حال مخاطب پر متکلم کے اپنی تصدیقات ذہنی کے بیان و ظاہر کرنیکا نام کلام ٹھہرا*

۳- اس کے سوا خدا دو طور سے اپنی تصدیقات ذہنی کو اپنے مخاطب پر ظاہر کر سکتا ہی یعنے اپنی تصدیقات کو اپنے مخاطب میں ڈالنے سے یعنے اپنے مخاطب کے دلمیں ڈالنے سے۔ اسے القا کہتے ہیں یہہ الہام کی باطنی صورت ہی۔ اور اپنی تصدیقات ذہنی کے اپنے مخاطب کو الفاظ میں سُنانے سے۔ یہہ الہام کی ظاہری صورت ہی۔ پس بائبل الہام کے دونوں طریقوں سے کلام خدا ہی۔ یعنے الہام کے دونوں طریق کا کلام بائبل میں قلم بند ہی۔ پس ہمارے بیان کی نسبت اُسی کلام خدا سے ہی جو بیان کیا جاکر اور خدا سے نکلکر بائبل کے صفحوں میں پایا جاتا ہی۔ اور ہم جو کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں اُسی کی نسبت عرض کرتے ہیں*

پوشیدہ باتیں خداوند ہمارے خدا کے ذمے ہیں پر وہ جو ظاہر کی گئیں ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہمیشہ تک ہیں۔ تاکہ ہم اِس شریعت کی سب باتوں پر عمل کریں"۔ استثنا ۲۹: ۲۹*

۴- ماسوا اِس کے بائبل میں کہیں مذکور نہیں کہ سوا بائبل میں قلم بند کلام کے کچھ حصہ اور بھی کلام کا کہیں ہی*

بعض صاحبان کلام سے کچھ زیادہ مراد لیتے ہیں۔ یعنے جو کچھ بائبل میں مندرج ہی اِس سے زیادہ لفظ کلام کا مفہوم خیال کرتے ہیں۔ پر ہمارے خیال میں یہہ بے ثبوت دعوٰی اور لاحاصل مقصد ہی۔ کلام یا کلام خدا وہی کلام ہی جو ظاہر ہوا۔ پوشیدہ کیلئے ہمارا کوئی عقیدہ نہیں ہونا چاہئے*

اب ہم دکھاتے ہیں کہ لفظ کلام سے مراد وہی کلام ہی جو بائبل کے صفحات میں قلم بند ہو چکا ہی۔ اور نہیں۔ ممکن ہو کہ ہماری دنیا کے سوا دیگر دنیا ہوں اگر وہاں پر کسی قسم کی ذی عقل مخلوقات ہو تو خدا کا کلام یا خدا کی تصدیقات اور ہوں جو بائبل میں مندرج نہ ہوں اور جسکی سچائی کو اُن دنیاؤں سے علاقہ یا نسبت ہو اور جن تصدیقات کا اظہار اُن دنیاؤں میں ہو سکتا ہو۔ پر ہم پوشیدہ حالتوں کی نسبت نہ کوئی دعوٰی کرتے ہیں اور نہ ہمارے دعوی کا ثبوت ہوگا۔ لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ کلام یا الٰہی تصدیقات جنکا علاقہ ہماری دنیا سے ہی وہ بائبل میں قلم بند ہی۔ اور یہہ کلام ہمارے علم و تجربہ میں کلام خدا ہی جسکا بائبل میں یہہ بیان ملتا ہی*

۱- بائبل کی تحریر کے کسی چھوٹے حصے کا نام کلام ہی*

مثلاً اُن باتوں کے بعد خداوند کا کلام رویا میں ابراہام پر اُترا- پیدا ۱۵: ۱- اِس آیت میں جو رویا میں ابراہام کو سچائی معلوم ہوئی اُسی سچائی کا نام کلام خدا ہی- اگرچہ ایک نہایت خفیف حصہ کلام کا ہی- اور یوحنا $\frac{15}{25}$ کو دیکھو*

۲- بعض وقت لفظ کلام اس تمام سچائی پر وارد ہوا ہے جو کسی ملہم کو اپنی تمام عمر میں خدا سے ملتی تھی- مثلاً- تو نے اپنے بندے سے کلام کیا- خروج ۴: ۱۰ تو نے اسکا کلام آگ میں سے سُنا ہی استثنا ۴: ۳۶ وغیرہ*

۳- بعض وقت لفظ کلام ایک ملہم سے اُس تمام سچائی پر جو اُسے ملی اور اُس سے پیشتر کسی کو مل چکی تھی استعمال کیا گیا ہی- مثلاً تیری کلام کا کاشفہ روشنی بخشتا ہی زبور ۱۱۹: ۱۳۰ میری زبان تیری کلام کا چرچا کریگی زبور ۱۱۹: ۱۷۲ وغیرہ بالخلاص مسیح انبالہ شہر*

مسیحی مذہب ناستک کی تعلیم نہیں دیتا ہی

آجکل اخباروں کا کچھ ایسا ہی شیوہ ہو رہا ہی اور خاصکر قادیانی اور آریانی اخباروں کا کہ جب وہ کسی مضمون پر قلم اُٹھاتے ہیں تو خواہ نخواہ مسیحی مذہب پر بھی الزام لگانے اور اسکو مطعون کرنے سے بھی باز نہیں رہتے۔ جس سے ظاہر ہی کہ انکو مسیحی مذہب سے دلی عناد اور دشمنی ہی- وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ سچ بولکر مسیحی مذہب کی نندا کرنی اور اُس کو عوام کے سامنے حقیقت کے برخلاف دکھلانا ہمارا فرض ہی- مگر بھلا سچائی کب چھپتی ہی؟ جو کوئی چاند پر تھوکتا ہی تو تھوک چاند پر تو پڑتا ہی نہیں بلکہ اُس کے اپنے ہی منہہ پر آپڑتا ہی اور چاند ویسا ہی روشن رہتا اور دنیا کو اپنی ملائم اور راحت افزا روشنی سے منور کرتا رہتا ہی*

۵ مئی ۱۹۰۶ء کے آریہ گزٹ لاہور کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے ایڈیٹوریل نوٹس میں "ایشور کی ہستی" پر مضمون لکھتے ہوئے یورپ میں ناستک مت کا باعث مسیحیت کو ٹھہرایا ہی- یہاں پر ہم انکی صداقت کا موازنہ کرتے ہیں*

قولہ "فاضل مذکور اپنی ایک تصنیف میں لکھتا ہی کہ اگر وہی خیال جو قدیم زمانہ میں یونانیوں اور ہندوؤں میں پایا جاتا تھا یورپ میں بھی موجود ہوتا تو موجودہ فضلاء یورپ اور سائنس والوں کی جماعت کبھی بھی پرماتما کے خیال کو ترک نہ کرتی"*

اقول- (۱) کیا اچھا ہوتا کہ ایڈیٹر صاحب اُس فاضل کا نام اور اُس کی تصنیف کا نام اور صفحہ بتلاتے تاکہ اگر ممکن ہوتا تو ہم بھی دیکھ لیتے*

(۲) ہندوؤں اور یونانیوں کے خیال سے جو وہ

پرماتما کی بابت رکھتے تھے یورپین علما رقدیم سے اور کما حقہٗ واقف تھے۔ انگریزی سائنس اور فلاسفی اور زبان میں یونانی کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں جن سے ظاہر ہو کہ یورپین فضلا یونانی زبان اور علم اور تواریخ سے قدیم سے اور بخوبی واقف تھے۔ جب سے مسیحیت یورپ میں آئی (یعنی پانچویں صدی مسیحی کے قریب) اسوقت سے یونانی علم ادب کی تدریس اور تعلیم انگلستان میں شروع ہوئی فلاسفی میں تو یورپ یونانی فلاسفروں ہی کا شاگرد اور خوشہ چین ہو۔ یونانی مذہب سے یورپ کی واقفیت پرانے زمانہ سے ہو۔ اور خدا کی بابت یونانی خیال سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ یہہ تمام باتیں ایسی حقیقتیں ہیں کہ اگر ہم تفصیلوار بیان کریں تو وہ اس صیغہ مضامین اخبار سے الگ ایک طول طویل مضمون ہوگا۔ ہندوؤں کے مذہب اور رسم و رسم سے بھی اہل یورپ مدت سے واقف ہیں اغلباً گیارھویں صدی مسیحی کے وقت سے جبکہ یورپ کی اقوام کا ورود ہندوستان میں ہونے لگا جسکی تشریح کے لئے دیکھو تاریخ ہند جو مدرسوں میں مڈل کی جماعتوں میں پڑہائی جاتی ہیں۔ شاہجہان کے زمانہ سے بھی بیشتر مسیحی لوگ یہاں موجود تھے اور ہندو خیال کو جو ہندو لوگ ایشور کی بابت رکھتے تھے بچشم خود دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے تھے۔ یونانی اور ہندی علم الاصنام سے بخوبی واضح ہو کہ انکا خیال پرماتما کی بابت کیا کچھ تھا۔ یہہ لوگ دیوتاؤں کو مانتے تھے حتی کہ ہندو لوگ ۳۳ تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کو مانتے تھے اور اب بھی مانتے ہیں۔ ویدانت کی تعلیم تو ظاہر ہی ہو اور یورپین عالم اس سے بخوبی آگاہ تھے اور اب بھی ہیں سنسکرت علم اب بھی انکے درمیان مدت سے جاری ہو اور انکی کتابوں کا مطالعہ وہ دیر سے کرتے آتے ہیں۔ یعنی تقریباً سوا سو یا ڈیڑھ سو برس کے عرصہ سے۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ انکو یونانی اور ہندی علم الہی سے ناواقفیت تھی؟ باوجود اس کے انہوں نے ان قوموں کے عقاید کی پیروی نہیں کی اور نہ اب بھی کرتے ہیں ؛

قولہ۔ "فی زمانہ جو یورپین فاضل مذہب اور ایشور کے خیال کو بیہودہ سمجھکر اُسکی بیخ کنی کے لئے حتی الوسع درپے ہو رہے ہیں۔ یہہ سب بائبل شریف کی برکت ہو اور عیسائی صاحبان اس کے ذمہ وار ہیں" ؛

اقول۔ نہیں صاحب۔ نہیں۔ آپکا یہہ فرمانا درست نہیں ہو۔ آپ تو خود ہی صرف ایک سطر آگے بڑھکر فرماتے ہیں کہ "اب یورپین فاضل اپنے آپکو ناستک کہلانا نہیں چاہتے۔ بلکہ ایک زندہ ہستی کو کھلے منہہ تسلیم کرتے ہیں"۔ تو اس سے آپ کے پہلے قول کی تردید ہوگئی کہ یورپ کے فضلا اور سائنس دان پرماتما کے خیال کو ترک کر رہے ہیں۔ آپنے خوب کیا جو فاضل بیکن کا قول نقل کر دیا (مگر افسوس کہ کتاب کا نام اور صفحہ نہ دیا) کہ "سائنس کی ایک نامکمل ترقی لوگوں کے ایشور کے خیال کو ترک کرنے کا باعث ہو مگر انتہائی درجہ کا کامل سائنس لوگوں کو ایشور کی طرف جھکاتا ہو"۔ اس سے واضح ہو کہ یہہ قصور بائبل شریف کا نہیں اور نہ عیسائی صاحبان اس کے ذمہ وار ہیں۔ بلکہ یہہ سائنس کے نامکمل ہونیکا قصور ہو اور سائنس دان ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ یورپ میں دو ہی چیزیں ہیں جو مروج ہیں۔ سائنس اور بائبل۔ جبتک سائنس نامکمل حالت میں رہا تب تک پرماتما کی بابت جو تعلیم بائبل میں دی گئی ہو اُسکی برخلافی ہوتی رہی کیونکہ غلط سائنس پرماتما کے اُس اعلی خیال تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اور بیکن کے قول کا پہلا حصہ پورا ہوگیا۔ مگر جب سائنس درجہ کمال کو رفتہ رفتہ پہنچتا جاتا ہو (کیونکہ ابھی تک کمالیت کے درجہ پر پہنچ نہیں گیا ہو) تیوں تیوں بائبل کے کلام کی تصدیق ہوتی جاتی ہو۔ اور جسکو پہلے لوگ سائنس کے برخلاف سمجھتے اُسی کو اب سائنس کے موافق سمجھنے لگ پڑے ہیں۔ سائنس نے انکو دہریت کی طرف جھکا دیا تھا مگر اب سائنس اور بائبل کے مقابلہ نے ثابت کر دیا ہو کہ سائنس اور بائبل باہم مخالف نہیں ہیں۔ آپ ذرا اُن کتابوں کا مطالعہ فرماویں جنہیں سائنس اور بائبل کو موافق اور مطابق ثابت کر دکھایا ہو۔ پس جناب ایڈیٹر صاحب! یہہ قصور جو آپ بائبل کے سر مڑھتے ہو درست نہیں ہو۔ اگر کوئی کتاب دنیا میں دہریت یا ناستک مت سکھلاتی ؟ تو وہ آپ لوگوں کی کتابیں ہیں اور آپ لوگ ہی ذمہ دار ہیں۔ یورپ میں تو بیکن صاحب کے قول کے موافق جسکو تسلیم کرتے ہیں نامکمل سائنس ناستک مت کا باعث ہو۔ مگر ہندوستان میں ناستک مت کا باعث کیا ہو؟ ہماری رائے میں ہندو ویسکیں اس کا باعث ہیں (یہاں ہندوں میں آریہ صاحبان بھی شامل ہیں) ؛ (پ۔ ک۔ س۔ از لودیانہ)۔

سوچنے کا علم

"اگر تمہاری مرضی ہو تو تم کوشش کرو۔ دیکھو! میز پر بہت سی چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ اُنہیں جو تم چاہتے ہو چُن لو اور میں اُسپر بہ آواز بلند اسیطرح سوچونگا جسطرح پاپ پر سوچا تھا"۔

"اچھا تو۔ اس پیتل کی پن کو لو۔ مگر میں اُمید نہیں کرتا کہ تم ایسی چھوٹی سی اور عام چیز سے بہت کچھ خیال کر سکوگے" ؛

"عام چیزیں تو اکثر اوقات بڑی ہی مفید ہوتی ہیں۔ اچھا آؤ ہم اُسپر غور کریں۔ مجھے وہ پن دو۔ خیر وہ تو میرے ہی پاس پڑی ہوئی ہو۔ غور سے دیکھنا کہ میں اُسیطرح اس پر سوچونگا جسطرح سے

پایپ پر سوچا تھا۔ پہلے اِس کے حصوں اور خواص پر اور پھر اُس کے استعمالات (یا فواید) پر اور آخرکار اُس کے مجمع کاریگران پر سوچینگے*

"ہاں! مجھے بخوبی یاد ہے"*

"اچھا اب میں بہ آواز بلند سوچونگا۔ یہہ پن سیدھی اور موم بتی کی طرح ہے جس کے ایک طرف تو تیز نوک ہے اور دوسری طرف چھوٹا سا گول سرا۔ پھر میں یہہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہہ چکنی ہے۔ اور جب میں اس کو ہاتھ سے چھوتا ہوں تو یہہ سخت اور بالکل ہموار معلوم ہوتی ہے۔ مگر سوال یہہ ہے کہ اس کی نوک کیوں ہے؟ ہاں۔ یہہ تو ضروری ہونی چاہئے تاکہ وہ کسی شے میں گھس جاسکے۔ اور اُس کا سر گول کیوں ہے؟ ہاں اِسی لئے ہے کہ جب یہہ کسی چیز میں گھسائی جاوے تو انگلی کو ضرر نہ پہنچے اور اس لئے کہ وہ کپڑے میں سے یا کسی اور چیز میں سے جسمیں وہ ٹانکی جاتی ہے گر نہ پڑے اور یہہ ہموار کیوں ہے؟ اس لئے کہ کسی چیز میں ٹانکنے کیوقت وہ آسانی سے اِس شے میں چلی جاوے۔ اور اب اُسکا استعمال کیا ہے؟ کپڑوں کو اکٹھا جوڑنے اور اور مختلف قسم کی چیزوں کو عمدہ طور پر ٹانکنے کے ذریعہ داروں کو پیوستہ کرنے اور کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو ٹانکنے اور درزی کو اُس کے کام میں مدد دینا"*

"اچھا تمنے پن کی بابت ہر ایک بات بتلادی جو کچھ کہ بتلائی جا سکتی تھی۔ کیونکہ تمنے اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سوچ لیا ہے"*

"تم مجھ سے ابھی اور کچھ بھی سُن لوگے۔ اور وہ یہہ ہے کہ یہہ کس چیز سے بنی ہے؟ یہہ تو پیتل کی بنی ہوئی ہے اگرچہ پن دیگر دھاتوں کی آمیزش سے بھی بنا کرتی ہے پیتل تانبے اور ایک اور دھات سے ملکر بنتا ہے۔ اور یہہ زمین سے نکالا جاتا ہے۔ اِس کام میں کسّی اور کدال اور برمے اور ٹوکریاں اور رسّے اور کھینچنے کی چرخیں اور پہیّے اور کلیں استعمال کیجاتی ہیں اور ویسا ہی آدمی اور گھوڑوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے تاکہ یہہ زمین سے نکالا جاوے۔ اِس کے بعد یہہ ایک بڑی اور دہکتی بھٹّھی میں پگھلایا جاتا ہے اور مختلف طریقوں سے صاف کیا جاتا ہے"*

"یہہ ٹھیک ہے! کیا یہہ سب تکلیفیں ایک پن ہی کیخاطر ہیں؟"

"ہاں۔ اور اِس سے بھی زیادہ۔ مگر میں اِس پر اور زیادہ غور کرونگا۔ آخرکار پیتل پن بنانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک شخص اس کی تار کھینچتا ہے۔ ایک شخص اِس کو سیدھا کرتا ہے۔ ایک شخص اِن کے مناسب ٹکڑے کرتا ہے۔ ایک انکو تیز کرتا ہے۔ ایک اِن کے سروں کو گھستا ہے تاکہ اُنپر ٹوپی لگائی جاوے ایک شخص ٹوپیاں بناتا ہے۔ ایک اُنپر اِن ٹوپیوں کو لگا دیتا ہے۔ ایک شخص پنوں کو کاغذ میں ترتیب سے لگاتا ہے اور ایک انکو لپیٹ کر ان کے پارسل بناتا ہے"*

"واہ۔ یہہ تو پایپ سے بھی بڑھکر عجیب شے ہے"*

"اور اگر میں اِس کی بابت اور کچھ بولوں کہ اِس پن سے اُن مجموعہ کاریگران کا خیال میرے دل میں آتا ہے جنہوں نے اِس کو بنایا تو تم اور زیادہ تعجب کروگے علاوہ اُن آدمیوں کے جنہوں نے اُسکی تار پن کھینچی اور انکو سیدھا کیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور نوک بنائے اور اُس کے سروں کو گھسا اور اُنپر ٹوپیاں بنائیں اور کاغذ پر قطار وار پرو دیا اور اُن کے پارسل بنائے ایسے لوگ بھی ہیں جنکی پرورش ہوتی ہے اور وہ زندہ ہیں ہیں جو ہمیشہ تک زندہ رہتی ہیں۔ میں یہہ بھی خیال کرسکتا ہوں کہ بعض اُنمیں سے سُست اور بے دین اور مصیبت زدہ لوگ بھی ہیں اور بعض محنت کرنے والے اور دیندار اور خوشی ہیں۔ خدا نے اِس دہات کو بنایا ہے جس سے کہ پن بنتی ہے اور آدمی کو وہ طاقت عنایت کی ہے کہ وہ پن بنائے۔ پس ہم اس چھوٹے سے اوزار میں خدا کی نیکی کو ویسا ہی دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ انسان کی دانائی کو"*

"ہنری! اس کا یہہ مطلب نہیں ہے کہ میں اُن تمام باتوں کو دیکھوں ٹھیک جس طرح کہ تم دیکھتے ہو اور میں تمہاری طرح دانا بن جاؤں۔ مگر میں حتی الوسع سوچنا سیکھنے کی کوشش کرونگا"*

"ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم زیادہ تر دانا بن جاؤگے۔ مگر خبردار تمہیں مغرور اور متکبر نہ بن جانا۔ مسٹر وایٹ مجھے کہتا ہے کہ تھوڑا سا تکبر بہت سے علم کی قدر کو کم کر دیتا ہے۔ پس آؤ ہم دونوں اس سے خبردار رہیں"*

"تاوقتیکہ میں پھر تمہارے پاس آؤں میں پایپ اور پن پر سوچتا رہونگا"*

"یاد رکھنا۔ تمہارے پھر آنیکا وقت چھبیس ہے۔ والسلام"*

غرتِ بیمثال

(شیورانی کا آزمانا)

شیورانی کے غمزدہ دل کے لئے مسیح کی نجات کی خوشخبری ایسی تھی جیسا کہ کسی خشک لب تشنہ کے لئے ٹھنڈا پانی ہوتا ہے۔ اُس نے مسیح کا سارا حال سُنا کہ جب وہ اِس دنیا میں تھا تو کس طرح بیماروں کو شفا اور غمزدوں کو تسلی و آرام دیتا پھرا اور بنی آدم کی نجات اور مخلصی کے لئے اُس نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ جب شیورانی نے یہہ صدائے عام سُنی کہ*

"اے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ تلے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" تو اُس نے کہا کہ اگر میں اسوقت ہوتی اور مسیح کے ان مبارک الفاظ کو سنتی تو ضرور اُس کے پاس

جاکر اُس سے آرام حاصل کرتی لیکن یہہ کیونکر ہوسکتا تھا کیونکہ میں لڑکی ہوں اور جس جگہ جانے کی اجازت ہو صرف وہیں جاسکتی ہوں"۔

یہہ سنکر شیورانی کی اُستانی نے کہا کہ "تم غمگین نہو بلکہ خوشی مناؤ۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے پاس آنے سے تمہیں کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ اُس کی تلاش کرنے اور اُسے کہیں ڈھونڈنے جانے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے"۔

شیورانی نے بڑی بیقراری سے پوچھا "آپ ازراہ عنایت مجھے اچھی طرح سے سمجھاویں کہ اس کا مطلب کیا ہے اور میں کیا کروں"؟

اُستانی نے جواب دیا "اسکا مطلب یہہ ہے کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح اسوقت بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ سینکڑوں برس پیشتر تھا جب اُس نے فرمایا کہ 'اے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہوئے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا'۔ وہ اب بھی محبت اور شفقت سے ایسا ہی پُر ہے جیسا کہ اُسوقت تھا خداوند کا یہہ فرمان صرف انہی لوگوں سے مخصوص نہیں ہے جو اُسوقت اُس کے آس پاس تھے بلکہ وہ جانتا تھا کہ دنیا کے آخر تک تھکے ماندے اور بوجھ سے دبے ہوئے اور آرام کے محتاج ہونگے۔ اِسی سے اُس نے دعوت عام دی اور فرمایا کہ "مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا"۔

شیورانی نے پوچھا "کیا آپ کے خیال میں وہ میرا حال بھی جانتا تھا"؟

اُستانی نے جواب دیا "ہاں بیشک میرا ایسا ہی خیال ہے بلکہ مجھے کامل یقین ہے کہ اسکو تمہارا خیال تھا۔ اور اس کے علاوہ میں خوب جانتی ہوں کہ ضرور اُس نے تمہارے غمزدہ دل کو دیکھا اور یہہ بھی معلوم کیا کہ اور تمہیں تسلی دینے والا نہیں چنانچہ اسی واسطے اُس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تاکہ میں تمکو بتلاؤں کہ وہ تمکو تسلی دے سکتا ہے اور تمہارے دل کی بھوک پیاس کو تسکین بخش سکتا ہے۔ کیا تمہیں وہ کہانی یاد نہیں جو میں نے سُنائی تھی۔ جس میں ایک گڈریا اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ کو تلاش کرنے جاتا ہے؟ اُس کی حالت پر غور کرنا مناسب ہے۔ دیکھو کتنی دیر تک وہ ڈھونڈتا پھرا اور کیسے دشوار گذار اور پر خار راستوں میں سے گذرنا پڑا اور اُس کے پاؤں پاش پاش ہوگئے لیکن اُس نے اُن تمام تکالیف کا ذرا بھی خیال نہ کیا کیونکہ وہ اپنی بھیڑ کو پیار کرتا تھا اور اُس کی بازیافت کی خوشی اُسے مدنظر تھی"۔

شیورانی نے اپنی اُستانی کی یہہ باتیں نہایت غور سے سُنیں اور کسی قدر دھیمی سی آواز سے پوچھا کہ "کیا اِس کا مطلب یہہ ہے کہ میں بھیڑ ہوں اور خداوند یسوع مسیح گڈریے کی حیثیت میں مجھے ڈھونڈنے آیا ہے"؟

اُستانی نے جواب دیا "بیشک اِس سے میرا یہی مطلب ہے۔ اور پھر یہہ بھی خیال کرو کہ جب گڈریے نے بھیڑ کو ڈھونڈ لیا تو اُسکی بازیافت سے ایسا خوش ہوا کہ اُسے کندھے پر اُٹھاکر گھر لایا۔ خداوند یسوع مسیح بھی تجھ سے ایسا ہی سلوک کرنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جلالی مکان میں لے جاوے۔ وہاں کسی طرح کا رنج وغم اور آہ و نالہ نہیں ہوگا۔ کیا اب تم خداوند یسوع مسیح سے بمنت عرض کروگی کہ تمکو اُس جلالی مکان میں لے جاوے"؟

یہہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں رکمنی جو ابتک کھانا پکانے میں مشغول تھی فارغ ہوکر کتاب لے آن موجود ہوئی اور اِس گفتگو کا خاتمہ ہوا۔ اِس سے المین کو بہت افسوس ہوا لیکن اُس حقیقی نجات دہندہ اور روحوں کو بچانے والے نے اپنے کام کو نامکمل نہ چھوڑا جو اُس کی طرف سے بول رہی تھی وہ پورا پیغام نہ پہنچا سکی۔ جو کام خداوند کی خادمہ سے ناتمام ادھورا رہ گیا اُسکو خداوند نے خود تمام کیا۔

مُداسکوق

کوریا

چند برس گذرے کہ میں امریکہ میں عورتوں کی انجمن میں کام کیا کرتی تھی اور اِس انجمن کو ینگ وومن کرسچن ایسوسی ایشن کہتے تھے۔ اسمیں ایک لیڈی سیکرٹری تھی جس نے اپنی خوش خلق اور نیک طبع سے ہر ایک جوان عورت کے دل کو اپنی طرف کھینچ رکھا تھا۔ وہ لیڈی نہایت مخلص تھی اور اپنے کام سنجیدگی سے کیا کرتی تھی۔ دوسروں کے واسطے وہ ایک دانا رہبر تھی۔ وہ بائبل کو پیار سے پڑھتی تھی اور اکثر دفعہ تنہا صرف ایک عورت کے ہمراہ پڑھا کرتی تھی اور اسی طرح اُس نے کئی ایک کو مسیح کے پاس پہنچایا۔ سیکرٹری صاحبہ کی خاص منشا یہہ تھی کہ وہ ہمیشہ ان لوگوں میں رہے جنہوں نے مسیح کو ابھی تک قبول نہ کیا تھا اور اپنے نجات دہندہ کو نہ پہچانا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے کوریا کا سفر کیا اور اب ٹنگ ننگ میں بیرد کے نام سے نامزد ہوکر وہیں پر مقیم ہے۔ اس کے بعد ایک اور عورت سیکرٹری کے عہدہ پر مقرر ہوگئی اور یہہ ان میں سے تھی جنہوں نے اپنے تئیں مسیح کے سپرد کیا ہوا تھا۔ کچھ عرصہ بعد یہہ بھی کوریا کو ہی چلی گئی۔ اسوقت ہم میں سے کئی ایک نوجوان عورتیں بھی جو مذکورہ بالا انجمن کی ممبر تھیں اور مسیح کے نام میں سرگرمی سے کام کرتی تھیں کوریا چلی گئیں۔ رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ہم میں سے ہر ایک مشن کے کام کو شوق اور سرگرمی سے انجام دینے لگی۔ اور کوریا میں خاطرخواہ ترقی حاصل ہوئی مشنری صاحبان نے وہاں بیس برس کام

کیا اور ۲۵۰۰۰ ہزار جانوں کو راہ راستی پر لاکر بچایا۔ آؤ۔ ہم بھی تھوڑی دیر غور کریں اور دیکھیں کہ آیا اس ملک کو ہم بھی مدد پہنچا سکتے ہیں یا نہیں۔ یہہ سچ ہے کہ تپھروں کی پرستش کے چھوڑنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ لیکن ہندوستان اور چین کی دینی اور دنیاوی رسومات کو ترک کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ مثلاً ذات پات کا ماننا۔ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرنا وغیرہ وغیرہ ملکوریا کے باشندوں کے پاس کوئی مقدس کتاب نہیں اور نہ ہی ان کے ہاں عبادتخانہ ہیں جن میں وہ عبادت کریں۔ یا کسی قسم کی دعا مانگیں برعکس اس کے مختلف قسم کی روحوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک مسافر جو کوریا کی سیر کر آیا ہے یوں بیان کرتا ہے ایک کمرہ میں جھاڑوں کی ایک گٹھڑی لٹک رہی تھی اور اردگرد سے مٹی سے ڈھپی ہوئی تھی اسکی نسبت اس گھر کی عورت نے بیان کیا کہ یہی روح ہے جس نے ہمارے گھر کو برکت بخشی ہوئی ہے۔ پتھر۔ درخت۔ ہوا۔ پانی۔ جھیل اور خلیج وغیرہ پر انکا یقین ہے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے وہاں کے لوگ ان روحوں سے بہت ڈرتے ہیں۔ لیکن جوں جوں وہ سچے خدا کی تعلیم کو سیکھتے ہیں وہ ان پرانی رسومات کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔

کوریا والوں کی ترقی اور بہتری کا دوسرا سبب یہہ ہے کہ مشنریوں کے چال چلن اور نیک سلوک کا ان پر گہرا اثر ہے ان میں سے اکثر لوگ روح کی بھرپوری سے معمور ہیں۔ ان لوگوں نے خاص طور پر بائیبل پڑھنا اور دعا مانگنا سیکھا ہے اور مسیحیوں کو ان دو باتوں میں کامل پایا ہے کسی شہر یا دیہات میں جہاں مسیحیوں کی تھوڑی سی تعداد تھی انہوں نے وہاں بائیبل کلاس کھول دی تاکہ ان لوگوں کو جنہوں نے مسیح کا نام نہیں سنا خوشخبری دیں۔ اور ان کو بائیبل کی آیتیں نہ صرف حفظ ہی کرائیں بلکہ ان کو عمل میں لانا سکھلائیں۔ شہر ینگ ینگ کی بائیبل کلاس میں ۳۰۰ آدمی تھے اور بہت لوگ باہر سے بھی آیا کرتے تھے بعض دفعہ ۱۲۰۰ کے قریب ہو جاتے تھے۔ علاوہ ازیں ہر ایک شہر میں عورتوں کے لئے بھی بائیبل کلاس تھی۔ جہاں کہیں مینے یہہ کہا ہے کہ وے لوگ دعا پر بہت زور دیتے تھے سو اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ ہر کام کو انجام دیکر دعا مانگتے تھے اور اسی لئے جو ملتے وہ پاتے تھے۔ چند ماہ گذرے کہ مجھے ایک مشنری سے جو کوریا میں مشنریوں کی سالانہ کمیٹی کے موقعہ پر حاضر تھا ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے یہہ بات خاص طور پر کہی کہ ان لوگوں میں دعا کی روح ہر ایک فرد بشر میں پائی جاتی ہے مثلاً چلتے پھرتے۔ کام کاج کرتے یا کوئی اور دنیاوی بات چیت کرتے دعا ضرور مانگتے ہیں۔ اس میٹنگ میں کچھ عرصہ تک سب کچھ ٹھیک رہا مگر اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ ایک بات پر بحث کرنے لگے جسکی نسبت مختلف رائیں تھیں۔ ان میں سے کسی نے کبھی کوئی سخت بات نہ کہی اور نہ بے فائدہ اپنا وقت ضائع کیا بلکہ ہر ایک چپ چاپ کسی الگ جگہ کو نکل گیا اور جب وہ دو گھنٹے بعد دعا سے لوٹے تو ہر ایک کی رائے ایک تھی۔ یہہ بات انہوں نے دو تین دفعہ میٹنگ میں کی اور ایک ہی نتیجہ نکالا اور پھر کبھی کوئی دقت پیش نہ آئی اور نہ ہی کوئی رائے مختلف ہوئی۔ یہہ مشنری صاحبان نہ صرف اپنے کام میں بہت سنجیدہ اور دلاور ہیں بلکہ ان سبھوں میں ایک خاص مادہ یہہ ہے کہ کھوئے ہوؤں کو مسیح کے پاس لے آویں۔ اس خاص ارادہ کے لئے ان کے پاس بہت مدرسے نہیں ہیں نہ ہی شفاخانے کیونکہ ان کا پہلا مقصد یہہ ہے کہ انجیل کی خوشخبری کو تمام لوگوں میں پھیلا دیں۔ ہمارے پریسبٹیرین مشن کے وہاں صرف پانچ بڑے سٹیشن ہیں لیکن ان کے اردگرد ۳۴ گاؤں اور ۷ چھوٹی شاخیں ہیں جن میں تھوڑے تھوڑے سے مسیحی ہیں۔ ہر اتوار کو وہ اکٹھے ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ وہاں ۱۲۳ گرجے ہیں اور ان میں بہت سے کافی انتظام مہیا نہ ہونیکی وجہ سے ایسے چنداں ترقی پذیر نہیں لیکن تو بھی ہر ایک گرجا چھوٹی روشنی کی مانند چمکتا ہے اور چاروں طرف کے لوگوں کو روشن کرتا ہے۔ اگر ہم اپنی مشن سے مقابلہ کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس صرف ۱۱ سٹیشن ۲۳۰ بیرونی سٹیشن اور ۲ گرجا ہیں۔ ہمارے گرجے ان کی نسبت زیادہ مکمل انتظام والی کلیسیائیں ہیں اور ہمارے ہاں بیرونجات میں زیادہ کام ہے لیکن تو بھی انہوں نے ہماری نسبت انجیل کے خوش پیغام کو زیادہ تر پھیلا دیا ہے ہم لوگ یہاں پر ۷۰ برس سے کام کر رہے ہیں اور وے صرف ۱۵ برس سے لیکن ان کے ہاں ۵۰۰ مسیحی شریک ہیں اور ہمارے پاس صرف ۲۲۰۰۔

لیکن انجیل کی ترقی کا تیسرا سبب یہہ ہے جو ابھی آپ لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کوریا میں مسیحی مذہب کا فوراً پھیل جانا کوریا کے سرگرم مسیحیوں پر منحصر ہے وہاں کے لوگ جو مسیحی ہو جاتے ہیں وہ خود اپنے آپ منادی کرتے پھرتے رہتے ہیں اور تعلیم دیتے ہیں ان میں سے ہر ایک ہر وقت مسیح کی خبر دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ گذشتہ سال شاخ ینگ ینگ میں ایک بڈھے آدمی نے جو عرصہ سے تعلیم پاتا تھا دوسروں کو بپتسمہ پاتا دیکھکر بہت ہی افسوس ظاہر کیا۔ اس سے یہہ بات ظاہر ہے کہ وہ بپتسمہ پانے کی ازحد خواہش رکھتا تھا چنانچہ اس بڈھے کو بھی بپتسمہ دیا گیا۔ بپتسمہ پاکر وہ بڈھا اس قدر خوش ہے کہ جس کا ذکر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس بڈھے کا ایک بھائی تھا جسکی عمر قریباً اسی برس کی ہوگی اور یہ نیا مسیحی چاہتا تھا کہ اپنے بھائی کو بھی یہہ خوشخبری سنائے۔

گرجوں میں مرد ایک طرف بیٹھتے ہیں اور عورتیں

دوسری طرف بیچ میں ایک پردہ لٹکا رہتا ہی مگر عورتیں عبادت کے ہر ایک حصہ میں مردوں کے ساتھ رہتی ہیں جسوقت کہ وے دعا مانگتی ہیں تو مرد بالکل خاموش رہتے ہیں اور توجہ و غور سے انکی دعا سنتے ہیں۔ شلغ سول میں ہر ایک اتوار کو مختلف کلیساؤں کے عیسائی جمع ہوتے ہیں جنکی تعداد اکثر ۵۰۰ تک ہو جاتی ہی اسمیں مرد و عورت دونو شامل ہیں۔ اور پھر اکٹھے ہو کر خدا کے حضور دعائیں مانگتے ہیں۔ عیسائیوں کی خود انکاری اور کام کا شوق دکھلایا جاتا ہی اور وہ خاصکر اس بات کے لئے بڑے خواہشمند ہوتے ہیں کہ ان کے غیر قوم دوست اور پڑوسی مسیح کے پاس لائے جاویں۔

ایک مناد کی بیوی نے جس کا نام ہانن ہی شلغ پیچن میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ جاری کیا ہی چودہ سالہ لڑکیوں تک تعلیم پاتی ہیں۔ اس مدرسہ کو کسی طرف سے مدد نہیں ملتی اور ہر روز تین گھنٹہ دینی تعلیم دیجاتی ہی۔ ایک اور عورت جس کا نام گانگ سی ہی بڑی سرگرمی اور محنت کے ساتھ مس چیس کے ہمراہ دورہ کرتی اور یہہ عورت سبھوں کی ماں کہلاتی ہی۔ وجہ یہہ ہی کہ یہہ انکی ماں کے برابر ہی۔ اس عورت نے ایسی کوشش و جانفشانی سے کام کیا ہی کہ گذشتہ سالوں کی نسبت اب کہیں زیادہ ترقی اور عروج ہی۔ علاوہ ان کے ایک اور عورت ہی جسکو انجیلی تعلیم دینے کا غایت درجہ کا شوق ہی اور اس کا نام رقیق ہیبانسی ہی خیال کرنیکی بات ہی کہ ایک عورت جسکی ٹانگوں میں سخت درد ہو اور وہ ۳۵ میل سفر کرکے مسیحی جماعت میں حاضر ہو۔ صرف اس لحاظ سے کہ وہ غیر قوموں اور پڑوسیوں کو مسیح کے نام کی خوشخبری سناوے۔ ہمنے اس سے سوال کیا کہ بہتر تھا کہ اگر تم اپنے مکان میں رہتیں اور اس خراب موسم میں سفر اختیار نکرتیں کیونکہ یہہ سفر تمہاری اس تکلیف کو دگنا کریگا۔ اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ خداوند نے مجھے ایسا ظاہر نہیں کیا۔ کیا یہہ ہو سکتا ہی کہ میں چپ چاپ بیٹھی رہوں اور خداوند مجھکو اپنا جلال ظاہر کرنیکے لئے حکم دے؟ کوریا والوں کی سرگرمی کے سبب مشنری عورتوں کا کام صرف یہی عورتوں کو تعلیم دینا ہی۔ ان عورتوں میں سے جو پہلے ایمان لا چکی ہیں بہت کم ایسی ہیں جو پھر گئی ہوں۔ بائبل کی جماعتوں میں آجکل پرانے طالبعلم بہت زیادہ ہیں۔ کوریا کی بہت سی عورتیں ایسی ہیں جنھوں نے پولوس رسول کی ان باتوں کو نہیں سنا ہوگا مجھے افسوس ہی کہ میں انجیل کی خبر نہ دوں۔ وہاں پر ایک جماعت ہی جسمیں ہر روز دس بیس غیر قوم کی عورتیں تعلیم پاتی ہیں اور اکثر مشنری صاحبان سے نجات کے بارے میں گفتگو کرتی رہتی ہیں۔ اور یہی عورتیں آخر میں ان کے لئے سر جھکا کر دعا مانگتی ہیں۔

مذہبی بات چیت

(سلسلہ کے لئے دیکھو نورافشان مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۴ء)

کوتاہ اندیش۔ آپ کی اور باتیں تو ٹھیک معلوم ہوتی ہیں لیکن یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا جو کہتے ہو یہہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہی قل ہو اللہ احد الی اخرہ یعنے تو کہہ اللہ ایک ہی۔ اللہ بے نیاز ہی۔ اُس نے کوئی نہیں جنا اور نہ وہ خود جنا گیا اور اُس کا ہمسر کوئی نہیں۔

دور اندیش۔ جنے جنانے کی بات تو ہم نہیں کہتے اور نہ کوئی ایسی بات انجیل شریف میں لکھی ہی بلکہ خدا کی نسبت ایسے خیال سے بھی جی لرزتا ہے ہمارے عقاید کو سوچ سمجھکے ہمپر یہہ اعتراض کیا جاتا تو دور اندیشی سے بعید نہ ہوتا۔

کوتاہ اندیش۔ اجی نعوذ باللہ منہا۔ دور اندیشی سے نہیں تو کیا کوتاہ اندیشی سے قرآن شریف میں یہہ فرمایا ہی کیا اللہ تعالی کسی پر بے ٹھکی اعتراض کیا کرتا ہی؟ آپ کون ہیں جو اللہ پر ایسے بولنے کی جرأت کرتے ہیں۔ حالانکہ خود کہہ چکے ہو کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانتا ہی۔

دور اندیش۔ میرے بھائی آپ خفا نہ ہو جئے جو کچھ میں نے کہا تھا مجھے یاد ہی کہ جہانتک عقل کا کام ہی عقل سے لینا چاہئے اور جب حق پا لیا تو راہ پر آ گئے۔ پھر پوشیدہ باتیں خداوند خدا کے ذمہ رہینگی۔ چونکہ ایک آدمی کی عقل دوسرے سے کم یا زیادہ ہوتی ہی اس لئے تواریخی واقعات خصوصاً سچے واقعات کی تردید کوئی نہیں کر سکتا جیسے کوہ طور پر جلوہ الٰہی ظاہر ہوا۔

کوتاہ اندیش۔ تو کیا یہہ کوہ طور والا اللہ نہیں فرما رہا کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا نہ کہو؟

دور اندیش۔ اگرچہ ابراہیم و اضحاق و یعقوب کے اللہ کا نام لیکر قرآن شریف کی تعلیم دی گئی ہی تاہم یہہ کہنے والا کہ جو کوئی عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہے کافر ہی۔ وہی اللہ نہیں ہو سکتا جسکا جلوہ کوہ طور پر تھا۔ کیونکہ وہی اللہ جو اس طرح کے جلال سے ظاہر ہوا (اور ایک تواریخی ماجرا کے مطابق نہ ایک سو نہ دو سو بلکہ چھ لاکھ آدمیوں سے زیادہ کے سامنے یہہ واقع ہوا) آسمان سے باواز بہ خطاب عیسیٰ فرماتا ہی کہ "یہہ میرا پیارا بیٹا ہی جس سے میں خوش ہوں" تو ہم کس طرح سے (بشرطیکہ عقل کو استعفا نہ دیں) مانیں کہ آسمان کا خدا کفر کہہ رہا ہی؟ درانحالیکہ عیسیٰ کو بیٹا کہنے سے منع کرنے والا نہ کوئی خدا ہے اور نہ اُس کی کوئی کرامت ہی۔ "ہم جانتے ہیں کہ بت دنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے اللہ کہلاتے ہیں (چنانچہ بہتیرے اللہ اور بہتیرے خداوند ہیں) لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی اللہ ہی۔ یعنی باپ جسکی طرف سے ساری چیزیں ہیں اور ہم اسی کے لئے ہیں۔ اور ایک

ہی خداوند ہے۔ یعنے یسوع مسیح جسکے وسیلے سے ساری چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اُسی کے وسیلے سے ہیں"۔ ۱ قرنتی ۸ باب ۶ ۔ ۷ ؂

راقم میر عالم از بٹالہ

"ریوایول میٹنگس فتحگڈھ"

ناظرین پر روشن ہو کہ روحانی بیداری کے اجلاس پادری مینڈی اور پادری اسمتھ صاحبان کی کوششوں اور تجاویز سے بتاریخ ۱۶ اپریل سے مقام بدھپور میں شروع ہوگئے۔ دیگر اضلاع سے پادری جے۔ این۔ فورمن۔ پادری گلم اور بھائی خیالی رام صاحبان نے تشریف لاکر جلسوں کو رونق دی۔ شروع ہی سے جلسے باترتیب ہوئے۔ یعنے ایسے مضامین سامعین کو سُنائے گئے جو بانفع تھے۔ مثلاً عوام کی غفلت۔ گناہونکی خرابی اور تلخی گناہونکے چھوڑنیکا امکان۔ اُنکا علاج۔ اور پھر یہہ کہ کیونکر وہ عمل میں لایا جاوے مشنری صاحبان اور دیسی مسیحی منادان جاو تونکو ہندوستانی زبان میں اور پادری اینڈرسن صاحب بزبان انگریزی (جنکا ہندوستانی میں ترجمہ کیا جاتا تھا) انجام دیتے رہے۔ اگرچہ ظاہری اور جسمانی جوش ظہور میں نہیں آیا تاہم بورڈنگ سکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں اور ٹریننگ سکول کے بھائیوں کے دلوں میں خدا کی روح نے خوب ہی اپنا کام کیا اور قدیم مسیحی بھائیوں اور بہنوں نے بھی الٰہی نرسنگونکی آوازونکی گونج کو اپنے دلوں میں آنے اور کام کرنے دیا جس سے اُن کے دلوں کی سختی اور تعصب جھگڑوں اور جلدبازی۔ نافرمانی اور لاپروائی کی دیواریں گرائی گئیں۔ اور ہر ایک کا دل شہزادہ عمانوایل نے فتح کیا۔ چھوٹے سے چھوٹے لڑکوں اور ضعیف سے ضعیف بھائیوں نے اپنی دلکی حالت پر غور نگاہ کی اور اپنی اپنی خطاؤں کو پہچانکر خدا کے سامنے اقرار کیا کہ "میں نے گناہ کیا" اور ظاہر کیا کہ میں نے معافی پائی۔ اور نجات کی شادمانی کو حاصل کر کے اپنے دل خداوند یسوع کو دیدیئے اور خدا کے سامنے وعدے کئے کہ اپنی باقی زندگی کو مسیح میں جو انکو طاقت بخشتا ہے اُس کی مرضی کے تحت بسر کرینگے۔ اِن جلسوں میں کامیابی کی کئی صورتیں نظر آئیں۔ مثلاً عبادت کے بعد اکثروں نے باموقع شخصی کام کیا اور اُس سے لوگ گویا الٰہی روشنی اور روح کی تازگی بخش معموری کے لئے تیار ہوئے حاضرین کی چھوٹی چھوٹی پُر مطلب دعائیں خدا کی برکتوں کے پانے اور قبول کرنیکا وسیلہ ہوئیں۔ غرضیکہ کامیابی ہماری اُمید سے زیادہ نظر آئی اور ہمکو یقین ہے کہ وہ جس نے ان کلیسیاؤں میں نیک کام شروع کیا ہے آخر تک کرتا جاویگا۔ آخر میں یہہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جلسہ کے آخری دن پینتکوست کا دن تھا۔ شام کے وقت حاضرین میں سے ہر ایک نے اپنی اُس برکت کا جو اُسے ملی خاص طور سے اظہار کیا اِس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کو تقویت پہنچی ہمکو امید ہے کہ ہمارے ہند کی کلیسیائیں ایسے جلسونکی مشتاق اور آرزو مند ہونگی ؂

راقم مسیح چرن۔ واعظ انجیل۔ مقام فتح گڈھ

لطیفہ

ایک شخص نے ایک آدمی کے جوتی ماری مظلوم نے قاضی کے پاس استغاثہ کیا۔ قاضی نے فرمایا کہ جفت زنندہ جفت خورندہ کو ۸ر جرمانہ دے اُس نے روپیہ کو جیب سے نکال قاضی کے روبرو پھینک دیا اور ایک جوتی قاضی کے سر پر لگائی اور کہا کہ اب روپیہ توڑانے کون جاوے ؂

کرسچن اینڈیور

جون ۶ سب کچھ ترک کرنا لوقا ۱۴: ۲۵-۳۳

" ۷ مسیح کی پیروی کرنا یوحنا ۱: ۳۵-۴۹

" ۸ مسیح کے ساتھ دکھ اُٹھانا متی ۱۰: ۲۲-۳۱

" ۹ چھوٹے بچوں کی مانند بننا۔ مرقس ۱۰: ۱۳-۱۶

" ۱۰ دعا مانگنے والے شخص مرقس ۹: ۱۷-۲۹

" ۱۱ اُس کے کلام پر قائم رہنا یوحنا ۸: ۳۱-۳۲

" ۱۲ اتوار۔ میں کیا کروں کہ مسیح کا شاگرد بنوں متی ۴: ۱۸-۲۲-یوحنا ۱۳: ۳۳-۳۵ ؂

شاگرد سیکھنے والا ہوتا ہے۔ ہمارا استاد مسیح ہے۔ اگر ہم اپنا دل اپنی جان اپنی روح اُسے دے دیں ہم اُس کے سکول میں داخل ہو سکینگے۔ وہ خود ہمیں سبق دیا کریگا۔ سیکھنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ زندگی نئی ہو جائیگی گناہ پر غالب آئینگے ابدی حیات حاصل کرینگے اور ہمیشہ اپنے استاد مسیح کے ساتھ رہینگے کیا تعلیم دی جاتی ہے؟ یہہ کہ ہم ہر بات میں فرمانبردار رہیں۔ استاد کے نقش قدم پر چلیں۔ باقی شاگردوں کو پیار کریں۔ اپنی خودی سے انکار کریں اور اپنی صلیب اُٹھائیں۔ ہر وقت اپنے استاد کا اقرار کریں اور اوروں کو اُس کے سکول میں داخل کرانے کی کوشش کریں۔ کس طرح معلوم ہو کہ سبق یاد ہوگیا ہے؟ سبق زبانی کم سنایا جاتا ہے لیکن چال چلن سے صاف ثابت ہو جاتا ہے۔ سیکھنے کا طریقہ کیا ہے؟ دعا مانگنے اور کلام اللہ پڑھنے کے وسیلہ سے سبق یاد آتے ہیں کیونکہ استاد کے ساتھ گفتگو کرنے کو دعا کہتے ہیں اور کلام اللہ استاد کی تصنیف ہے۔ ان وسیلوں کی کوئی اگر کم قدر کرے مسیح سے سبق نہیں سیکھ سکتا۔ اِس سکول میں ایک عجیب خاصیت ہے۔

جتنا کوئی سیکھے اتنا ہی لاعلمی کا پتہ لگتا ہے اور اتنا ہی زیادہ سیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ ضروری سوال کیا ہیں مسیح کے مدرسہ میں طالب العلم ہوں کہ نہیں؟

دیہاتی سوسائیٹیاں۔ مس تصنیف پارکی سکاٹ صاحب دیہاتوں میں کرسچن اینڈیور کے وسیلے سے بہت سے فائدہ ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ بڑی خبرداری سے جاری کیا جائے اور اسکی بنیاد دیکھنہ لگائی جائے۔ پر اگر ہر ایک عورت اور مرد جو کہ عیسائی کہلاتا ہو اسمیں شامل کیا جائے اور روحانیت اور دینداری کا لحاظ نہ کیا جائے تو خواہ مخواہ کمزوری ہوگی۔ بہت سی سوسائیٹیوں کی ناکامیابی کا خاص سبب یہی ہوتا ہے کہ اُن کے جاری کرتے وقت فرق نہیں کیا گیا تھا پر سب جو عیسائی ہونے کا دعوے کرتے تھے اُس سوسائٹی میں شریک ہونے کے حقدار سمجھے جاتے تھے۔

برعکس اِس کے کرسچن اینڈیور سوسائٹی میں صرف اُنہی کو شامل کرنا چاہئے جو کہ سچے عیسائی ہیں جنکی طبیعت دیندار معلوم ہوتی ہے اور جنکے طرز زندگی میں کسی طرح کا شک اور شبہ نہ ہو۔ بلکہ روحانی باتوں کے بہت شوقین اور ہر دینی معاملہ میں مدد دینے والے ہوں۔ اگر سوسائٹی کے ممبر بدنام ہوں تو سوسائٹی آپ نیک نام ہو نہیں سکتی کامیابی اور بہبودی کی یہہ ایک ضروری شرط ہے خواہ مسیحی آدمی میں خواہ مسیحی سوسائٹی میں کہ وہ پاک اور نیک نام ہو۔

اگر شہر میں ایک سوسائٹی جاری کی گئی ہو تو بآسانی اردگرد کی دیہاتی جماعتوں میں چھوٹی چھوٹی شاخیں بن سکینگی۔ شہر کی سوسائٹی کے ممبروں میں سے ایک کمیٹی مقرر ہو سکتی ہے جو اِس بات کا بیڑا اُٹھائے کہ وہ دیہاتی سوسائٹیاں بنانے کی کوشش کریگی۔ ڈسکہ میں ایک جوش دلانے والی کمیٹی ہے جو اِس کام کے لئے ذمہ دار ہے۔ جس جس گاؤں میں دینی کام ہو رہا ہو اور استاد بیٹھا ہوا ہو اُس گاؤں میں آسانی کرسچن اینڈیور شروع ہو سکتا ہے۔ اور میں اپنے تجربہ سے صلاح دیتا ہوں کہ ہر ایک ایسے گاؤں میں وہ ضرور ہی بنایا جائے کیونکہ مسیحیوں کے اُبھارنے اور کلام سمجھانے اور دعا کرنی سکھانے اور خدا کی خدمت میں استعمال کرنے کے لئے اِس سے کوئی عمدہ وسیلہ نہیں۔ جس جس نے یہہ کام جاری نہیں کیا ہو وہ ضرور دریافت کرے کہ اِس طریقہ کو کس طرح جاری کیا جائے۔ ولیم سکاٹ

از ڈسکہ

کل خط و کتابت پادری۔ ٹی۔ گریم۔ بیلی وزیر آباد سے کرنی چاہئے

لطیفہ

ایک دہقان زراعت کاری سے عاجز ہو نوکری کی تلاش کو گھر سے نکلا اُس کی ماں نے کہا کہ جب تو نوکر ہو جاوے آقا کی خدمت اچھی طرح کرنا اور جب اُس کو خوش پانا اضافہ تنخواہ کی درخواست پیش کرنا۔ اتفاقاً وہ ایک اہلکار کا نوکر ہوا ایک روز اہلکار گھوڑے پر سوار ہو کے دربار کو گیا۔ اور دیہاتی نوکر کو گھوڑا سپرد کر گیا۔ اس نے گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ دیا اور سو رہا۔ چور گھوڑے کو کھول کے لے گیا۔ مالک نے آ کر گھوڑے کو نہ پایا۔ اور اُس کو سوتا دیکھ کر کہا کہ اے نالائق گھوڑا کیا ہوا۔ اُس نے کہا کہ شاید چور لیگیا مگر جائے خوف نہیں ہے کہ رسّہ بجائے خود موجود ہے جب وہ رسّہ لینے کو آویگا میں اُسکو گرفتار کر لونگا۔ مالک اِس کے احمقانہ جواب سے ہنسا اِسنے اپنی ماں کی نصیحت یاد کر کے کہا کہ اب میری تنخواہ میں اضافہ کیجیئے۔

فوائد کار آئین

ایک پولیس مین کے بنانے کی ترکیب

لنڈن کے تمام چوکیداروں کو خواہ وہ کسی کام پر مقرر کئے جاویں ایک ہی قسم کی ابتدائی ترتیب حاصل کرنی پڑتی ہے۔ بیشک یہہ بات ضروری ہے کہ وہ مضبوط اور باصحت ہوں اور اُن کا چال چلن بے داغ ہو۔ طاقت اور صحت اُس شخص کے لئے خاص کر ضروری ہے جسکو کسی موقعہ پر ایک مضبوط مجرم کے ساتھ جھپٹ لینی پڑ جاوے اور بلا لحاظ موسم کے دو یا تین راتیں فی ہفتہ کھلے میدان میں صرف کرنی پڑیں۔ ہر ایک چوکیدار کا ملاحظہ ڈاکٹر ہر ماہ کرتا ہے۔ چال چلن تو چوکیدار کے لئے نہایت ہی ضروری چیز ہے جسکو نہ صرف ایک محافظ ہونا ہے بلکہ ایک فرشتہ۔

جب یہہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک شخص میں محافظ کی طاقت اور فرشتہ کا سا چال چلن ہے تو وہ بطور ایک امیدوار پولیس مین کے منظور کیا جاتا ہے تب وہ چھ ہفتوں تک زیر تربیت رکھا جاتا ہے۔ بعد بروز وہ ویلنگٹن کی بارکوں میں جاتا ہے اور ابتدائی قواعد سیکھتا ہے جو کہ اُس شخص کے لئے غیر ضروری معلوم ہوتی ہے جسکا مقرری کام اکیلے ہو کر کے کرنا ہے۔ اُسکو تھوڑی کُشتی گیری بھی سکھائی جاتی ہے جو سرکش بدکار پر غالب آنے کا نہایت ہی عمدہ طریقہ ہے۔ بے شبہہ ایک دن آویگا جبکہ ہمارے چوکیدار جاپانیوں سے تعلیم پائینگے اور اُن کے مروج علم یا ختی کو اختیار کرینگے۔ حال میں نوجوان کو صرف مغربی خام طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ اِن چھ ہفتوں کے عرصہ میں وہ پولیس کی کچہریوں میں جاتا ہے اور چوکیداروں کی

روش کو دیکھتا ہی اور انکی شہادت کو سنتا ہی اور اس طرح سے پولیس کے اختیارات کا کچھ علم حاصل کرتا ہی اور اپنے تئیں اس قابل کرتا ہی تاکہ پولیس کی شہادت کے روایتی قانونوں کو پورا کرسکے - جب چھ ہفتے ہو چکتے ہیں تو وہ کمشنر پولیس کے پیش ہوتا ہی جو بالحاظ اپنے عہدہ کے حاکم عدالت ہوتا ہی اور باقاعدہ قسم کھاتا ہی کہ میں نقب زنی - رہزنی - بدمعاشی اور خونریزی کے روکنے میں اپنے فرائض کو پورا کرونگا اور کہ میں مال و اسباب وغیرہ کی حفاظت کرونگا اور آخر میں سرکاری بھید فاش نکرونگا - جب یہ ہو چکتا ہے تو نوجوان آدمی یعنے نوجوان فرشتہ ایک محافظ قرار دیا جاتا ہی اور ایک وردی اور ڈنڈے سے آراستہ کیا جاکر لنڈن کے بازاروں میں بھیجا جاتا ہی تاکہ دیکھے کہ وہاں کے لوگ ٹھیک برتاؤ کررہے ہیں یا نہیں ؂

مترجم سردار مسیح طالب علم انٹرنس جماعت - سی - پی - بی - ہائی سکول لودیانہ ؂

ضرورت

۱

ایک بی - اے یا سینیر اینگلو ورنیکولر سرٹفکیٹ حاصل کردہ کرسچن سیکنڈ ماسٹر کی کرسچن ٹرینگ انسٹیٹوٹ سیالکوٹ کیواسطے ضرورت ہی تنخواہ مبلغ ۶۰ روپیہ سے ۱۰۰ تک حسب لیاقت و تجربہ دیجاویگی - درخواست کنندہ کو ذیل کے پتہ پر اپنی درخواست معہ نقول سندات بھیجنی چاہیئے ؂

المشتہر منیجر کرسچن ٹرینگ انسٹیٹوٹ سیالکوٹ ؂

ضرورت

۲

ایک عیسائی استاد شادی شدہ کی ضرورت ہی جو اردو و ہندی زبانوں سے واقف ہو - درخواست کنندہ کو ذیل کے پتہ پر معہ نقول سندات درخواست کرنی چاہیئے ؂

المشتہر مس ایم - ایل - ہیرس - خورجہ - یو - پی -

تہ حال ایچ ایل لنڈھور منصوری ؂

عیسائی تھیروں کی ضرورت

چونکہ میں نے مقام راولپنڈی متصل لال کڑتی بازار اپنا ٹھیکہ کھولا ہی مسلمان ٹھیکیرے جمعہ کے روز کام بند کردیتے ہیں چونکہ میں عیسائی ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بجائے جمعہ کے اتوار کو کام بند ہوا کرے نیز عیسائی بھائیوں کو فائدہ پہنچے اور بے کار نہ بیٹھیں - جو کوئی عیسائی بھائی عمدہ اینٹ بالو کی بنا سکتا ہو اور راولپنڈی آکر کام کرنا چاہے تو میرے ساتھ بذریعہ خط و کتابت معرفت کسی مشنری صاحب کے جو اس کو جانتا ہو فیصلہ کرلیوے

المشتہر

مستری ایم - نور احمد - یوسف پور

راولپنڈی

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہی

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہی - تجربہ کار صاحبان کیطرف سے اس بات پر چکتانہ شہادت ہی پستالیس برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہی اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہی - کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا - اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہی - جس کسی کو چاہیئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؂

درخواست کی جاتی ہی کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں سو ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؂

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے - کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

سہارنپور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱؎ معہ ضمیمہ ۲؎

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " " ۲؎ " ۳؎

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؂

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
چوتھائی کالم	۱؎	۲؎	۳؎
نصف کالم	۲؎	۳؎	۴؎
پورا کالم	۳؎	۵؎	۸؎
پورا صفحہ	۵؎	۸؎	۱۲؎

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؍ لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؂

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں ؂

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول ۱؎

" " " معہ محصول ۱؎

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۱؎

پادری ای - ایم - ویری صاحب ڈی - ڈی اوڈیٹر و منیجر نورافشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں - ایم - وائیلی کے اہتمام سے چھپا